Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ

فون: ۴۴۹ ایڈیٹر: نسیم سیفی رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۷۸/۴۳ | ہفتہ ۲۶ محرم الحرام ۱۴۱۴ھ، ۱۷ وفا ۱۳۷۲ہش، ۱۷ جولائی ۱۹۹۳ء | نمبر ۱۵۸

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"متقی کی زندگی کا نقشہ کھینچ کر آخر میں بطور نتیجہ یہ کہا (ــ) یعنی وہ لوگ جو تقویٰ پر قدم مارتے ہیں۔ ایمان بالغیب لاتے ہیں۔ (عبادت) ڈگمگاتی ہے پھر اسے کھڑا کرتے ہیں۔ خدا کے دیئے ہوئے سے دیتے ہیں۔ باوجود خطرات نفس بلا سوچے، گذشتہ اور موجودہ کتاب اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور آخر کار وہ یقین تک پہنچ جاتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جو ہدایت کے سر پہ ہیں۔ وہ ایک ایسی سڑک پر ہیں جو برابر آگے کو جا رہی ہے اور جس سے آدمی فلاح تک پہنچتا ہے۔ پس یہی لوگ فلاح یاب ہیں جو منزل مقصود تک پہنچ جائیں گے۔ اور راہ کے خطرات سے نجات پا چکے ہیں۔ اس لئے شروع میں ہی اللہ تعالیٰ نے ہمیں تقویٰ کی تعلیم دے کر ایک ایسی کتاب (ــ) عطا کی۔ جس میں تقویٰ کے وصایا بھی دیئے۔

سو ہماری جماعت یہ غم کل دنیوی غموں سے بڑھ کر اپنی جان پر لگائے کہ ان میں تقویٰ ہے یا نہیں۔"

(ملفوظات جلد اوّل ص۲۲)

محترم مولانا غلام باری سیف صاحب کو سپردِ خاک کر دیا گیا

ربوہ: ۱۴ جولائی۔ محترم مولانا غلام باری سیف صاحب کو آج رات بارہ بجے کے بعد بہشتی مقبرہ میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ وہ ۱۳ جولائی کی صبح وفات پا گئے تھے محترم مولانا کا جنازہ بیت المبارک میں بعد عشاء محترم مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر اصلاح وارشاد نے پڑھایا۔ جس میں اہل ربوہ کی کثیر تعداد نے شرکت کی بیت المبارک کا مسقف حصہ جنازہ پڑھنے والوں سے بھرا ہوا تھا۔

چونکہ مولانا موصوف کے واقف زندگی صاحبزادے مکرم ڈاکٹر عبدالخالق صاحب جو بیرون ملک خدمتِ دین کا فریضہ بجا لا رہے ہیں، جنازہ کے وقت تک تشریف نہ لائے تھے اس لئے اعلان کیا گیا کہ جنازہ رات سوا دس بجے دارالضیافت سے اٹھایا جائے گا۔ مگر مکرم ڈاکٹر عبدالخالق صاحب کے رات گیارہ بجے تشریف لانے تک جملہ احباب کی بڑی تعداد انتظار کرتی رہی۔ گیارہ بجے مکرم ڈاکٹر صاحب کی آمد کے بعد احباب کو محترم مولانا کا آخری دیدار کرایا گیا۔ جس کے بعد جنازہ بہشتی مقبرہ لے جایا گیا۔ جہاں پر رات بارہ بجے کے بعد تدفین عمل میں آئی۔ اتنی رات گذر جانے کے باوجود جملہ احباب کی ایک بڑی تعداد بہشتی مقبرہ میں موجود تھی۔ جہاں محترم مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر اصلاح وارشاد نے تدفین مکمل ہونے کے بعد دعا کرائی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مولانا موصوف کے درجات بلند فرمائے۔ آپ کے ساتھ اپنی رحمتِ خاص کا سلوک فرمائے اور جملہ لواحقین کو صبرِ جمیل عطا کرے۔

ربوہ: ۱۵ جولائی۔ محترم مولانا غلام باری سیف صاحب کی چھوٹی ہمشیرہ محترمہ صغریٰ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم عطاء اللہ صاحب مورخہ ۱۳ جولائی کو اسلام آباد میں انتقال فرما گئیں۔ انکی عمر قریباً ۶۰ سال تھی۔ ان کا جنازہ بھی محترم مولانا کے

باقی ص۸ پر

خدا کی ہستی پر ایمان مشکلات سے بچا لیتا ہے

از حضرت امام جماعت احمدیہ الثانیؒ

"انسان کی زندگی اور اس کی زیست جس طرح مختلف جسمانی اشیاء پر منحصر ہے ایسے ہی ہستی باری تعالیٰ بھی انسان کی زندگی کے قیام کا ذریعہ ہے۔ میری مراد اس سے یہ ہے کہ:۔

ہر ایک انسان پر دنیا میں ضرور مشکلات آتی ہیں اور اسے طرح طرح کی دقتیں پیش آتی ہیں اور اس کے کاموں میں روکاوٹیں پیش آتی ہیں۔ ایسے وقت میں دوسری دنیاوی چیزیں جو انسانی زندگی کے قیام کا ذریعہ ہیں مثلاً ہوا پانی۔ کھانا۔ لباس، سورج، رات، دن، یہ ایک دہریہ کو بھی حاصل ہیں۔ اور ان سے ایک خدا کا منکر بھی ایسا ہی فائدہ حاصل کرتا ہے جیسے خدا کا ایک ماننے والا، اور اس کی صفات پر ایمان رکھنے والا۔ تو جب انسان پر مشکلات آئیں اور اسے تکلیفوں کا سامنا ہوتا ہے تو خدا کا نہ ماننے والا اس کی قدرتوں، اس کی نصرت، تائید اور اعانت پر یقین نہ رکھنے والا جب دنیاوی سامانوں کو اپنے ہاتھ سے نکلتے دیکھتا ہے اور جب دنیا کی اشیاء اس کے مخالف ہو جاتی ہیں تو اس کا دل بیٹھ جاتا ہے اس کی ہمت پست ہو جاتی ہے اس کا حوصلہ ٹوٹ جاتا ہے اور وہ ہار جاتا ہے لیکن ایسے وقت میں ایک خدا کا ماننے والا جو جانتا ہے کہ خدا اپنے بندوں کی مدد کرتا ہے۔ خدا قادر ہے جب دنیاوی سامان مخالف ہو جاویں تو اس کا دل نہیں بیٹھتا، وہ گھبراتا نہیں۔ کیوں؟ اس کا خدا پر ایمان ہے۔ پس خدا کی ہستی پر ایمان انسان کو بہت سی مشکلات سے بچا لیتا ہے۔

بہت سے نادان لوگ مشکلات اور مصائب کے وقت خودکشی کر لیتے ہیں اور اس کی وجہ یہی ہے کہ ان کا خدا پر ایمان نہیں ہوتا اور وہ نہیں جانتے کہ کوئی ایسی ہستی بھی ہے جو مشکلات سے بچا سکے۔ اسی لئے (دینِ حق) میں خودکشی کو حرام فرما دیا ہے۔

باقی ص۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ ۔ پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس ۔ ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی ۔ ربوہ

قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۱۷۔ وفا ۱۳۷۲ ہش ۔ ۱۷۔ جولائی ۱۹۹۳ء

محترم مولانا غلام باری سیف صاحب

محترم مولانا غلام باری صاحب سیف اللہ کو پیارے ہوگئے ہیں۔ آپ علم کے رسیا تھے۔ حصول علم کے بھی اور علم دوسروں تک پہنچانے کے بھی۔ آپ ایک مصنف تھے اور اعلیٰ پایہ کے مصنّف آپ کی تصانیف نے احمدیہ لٹریچر میں ایک بہت مفید اضافہ کیا ہے۔ آپ ایک مقرّر تھے۔ اور پاکستان بھر کی احمدی جماعتیں تقریر کے لئے انہیں بلانے کے لئے بیتاب رہتی تھیں۔ آپ کی تقاریر اگرچہ مختلف موضوعات پر ہوتی تھیں لیکن سیرت آپ کا خصوصی موضوع تھا اور سیرت بیان کرتے ہوئے آپ ایک سماں باندھ دیتے تھے۔ بات دل سے نکلتی تھی اور دل میں اتر جاتی تھی۔ اگرچہ تقریر میں جذب و اثر کے تمام عناصر شامل ہوتے تھے لیکن آپ نے کبھی تصنع سے کام نہ لیا اور لچھے دار تقاریر سے بھی آپ گریز کرتے تھے۔ بس ہلکی پھلکی زبان میں بات کہتے تھے اور وہ بات دلوں پر اثر کرتی تھی۔ لوگ آنسو بھی بہاتے تھے اور خوش ہو کر مسکراتے اور ہنستے بھی تھے۔ آخری سالوں میں کمزوری کے باعث ڈاکٹروں کی رائے ہوتی تھی کہ وہ تقریر نہ کریں لیکن جذبہ کشاں کشاں تقریر کے لئے لے جاتا اور آخری دو چار تقاریر تو آپ نے کرسی پر تشریف رکھ کر ہی کیں۔ ان تقاریر کا اثر ایک لمبے عرصہ تک یاد رہے گا۔

آپ نے بچپن ہی سے حصولِ علم کے شوق کا اظہار کیا۔ چنانچہ آپ کو حصول علم کے مواقع نہ صرف پاکستان میں ملے بلکہ پاکستان سے باہر بھی آپ کو جانے کا موقع ملا۔ اور حاصل کردہ علم کو آپ نے جامعہ احمدیہ میں تدریس کے ذریعہ سینکڑوں ہزاروں افراد تک پہنچایا۔ ساری دنیا میں آپ کے شاگرد موجود ہیں اور یہ شاگرد ذکر تو تمام اساتذہ کا کرتے ہیں لیکن مولانا موصوف کا ذکر کچھ زیادہ ہی ہوتا ہے۔ اور وہ آپ کے انداز تدریس کا نتیجہ ہے۔

ان چند سطور میں سب کچھ تو نہیں کہا جا سکتا۔ صرف اشارات ہی کئے جا سکتے ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ آپ کو اپنا قرب عطا فرمائے اور آپ کے علم کے اثرات کو زیادہ سے زیادہ عرصے کے لئے زندہ رکھے۔ یہی بات مولانا صاحب کو وفات کے بعد بھی زندہ رکھے گی۔

عالمِ ادراک سے بالا ہے این و آنِ زلیست
اِک معمہ زندگی ہے اِک معمہ موت ہے
ہم تو بس اتنا سمجھ پائے ہیں گردوپیش سے
ایک خاموشی کی حامل ایک حرف و صوت ہے

ـــــــ ابوالاقبال

کھُلی ہے آنکھ مانندِ ستارہ
میسّر ہے جہانوں کا نظارہ
ابھی خلوت سرائے حُسن بھی ہے
نگاہِ ناز کرتی ہے اشارہ

مجھے ہے لذّتِ پرواز حاصل
تجھے اب تک تلاشِ آشیانہ
مِری پرواز کے نیچے سمٰوات
تِری ہستی اسیرِ دام و دانہ

کہاں ہے بادۂ بزمِ شبانہ
مِلا ہے آنسوؤں کو اِک بہانہ
مِری جاں میں نوائے عاشقی ہے
نوائے عاشقی ہے جاودانہ

سعید احمد اعجاز

احبابِ جماعت اب بھی اپنے بچے وقفِ نَو کی بابرکت تحریک میں شامل کر سکتے ہیں

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے واقفینِ نَو بچوں کی تعداد پندرہ ہزار تک پہنچانے کی خواہش کا اظہار فرمایا ہے۔ جو اب تک دس ہزار ہے۔

اس ضمن میں پہلی بات تو یہ ہے کہ وہ تمام بچے جو ۳ر اپریل ۱۹۸۷ء کے بعد تحریک "وقفِ نَو" کی بجائے "وقفِ اولاد" میں شامل کئے گئے تھے ان کو تحریک "وقفِ نَو" میں شامل کیا جا رہا ہے۔

لیکن اس کے علاوہ بھی اس تاریخ کے بعد سے پیدا ہونے بچے تحریک "وقفِ نَو" میں شمولیت اختیار کر سکتے ہیں۔

جو احباب جماعت اس تحریک میں بچے پیش کرنے کے خواہشمند ہیں وہ وکالتِ وقفِ نَو سے رابطہ قائم فرمائیں۔

وکالتِ وقفِ نو ۔ تحریکِ جدید ۔ ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حمید احمد ظفر

حضرت شیخ محمد احمد صاحب مظہر

میرے والد حضرت شیخ محمد احمد صاحب مظہر کی زندگی میں ابتداء ہی سے ایک عجیب شان بے نیازی اور توکّل کا عنصر تھا۔ ساری عمر کبھی کسی سے کچھ طلب نہ کیا اور بہتوں کی ضروریات پوری کیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شکمِ مادر سے ہی ان کی ضروریات پوری کرنے کا اللہ تعالیٰ نے خود ہی اپنے ہاتھ میں انتظام کو رکھا تھا۔ اس سلسلہ میں حضرت کا نام رکھنے کا واقعہ عجیب ہے ان کی پیدائش پر ان کے والد حضرت منشی ظفر احمد صاحب نے حضرت بانی سلسلہ کو ابھی اطلاع بھی نہیں کی تھی کہ ان کے کسی دوست نے حضور سے اس کا تذکرہ کیا۔ اس پر حضور نے از خود یہ چند الفاظ منشی ظفر احمد صاحب کو لکھے "لڑکا نوزاد مبارک ہو۔ اس کا نام محمد احمد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ با عمر کرے" غرض نام تک رکھنے کی تحریک کا بھی اللہ تعالیٰ نے سامان کیا۔ اور پھر ساری عمر اللہ تعالیٰ خود ہی تمام ضروریات پوری کرتا رہا۔ اس سلسلہ میں چند واقعات کا تذکرہ کر رہا ہوں۔

۱۔ حضرت نے جالندھر شہر میں وکالت شروع کی تو ابتداء میں کام نہ چلا۔ گھر کا خرچ چلانے کے لئے آپ کی اہلیہ نے بازار سے قرض چیزیں منگوائیں۔ اسی دوران آپ نے کپورتھلہ میں پریکٹس شروع کرنے کی غرض سے نقل مکانی کا ارادہ کیا۔ اور ایک ٹانگہ لے کر گھر آ گئے (اس وقت کپورتھلہ سے جالندھر کے لئے ٹانگہ ہی سے سفر کیا جاتا تھا) اور اہلیہ سے کہا کہ اپنا سامان جو لینا ہے لے لو۔ اہلیہ نے بتایا کہ میں نے تو دکانداروں کا ادھار ۱۵ روپے چکانا ہے۔ وہ یہاں سے جاتے ہوئے تقاضا کریں گے۔ آپ کے پاس اس وقت صرف ٹانگہ کا کرایہ تھا۔ ۱۵ روپے قرض واپس کرنے کے لئے نہیں تھے۔ کچھ دیر کے بعد آپ باہر اپنے گھریلو دفتر میں گئے تو ایک سائل حاضر ہوا اور کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ کپورتھلہ جا رہے ہیں۔ وہاں کی عدالت میں میرا ایک مقدمہ ہے آپ وہ لے لیں۔ آپ نے تفصیلات سنیں اور حامی بھر لی۔ وہ مؤکل آپ کو ۱۵ روپے پیشگی فیس دے کر چلا گیا۔ جو آپ نے اپنی اہلیہ کے ہاتھ پر رکھ دیئے اور کپورتھلہ روانہ ہو گئے اور اس کے بعد کپورتھلہ میں پریکٹس کا یہ حال تھا کہ بہت سے مقدمات آپ عدیم الفرصتی کی وجہ سے نہ لیتے اگرچہ بہت سے سائل آپ کے پیچھے پڑ جاتے۔ مقدمات لیتے وقت یہ ہرگز نہ دیکھتے کہ فیس کتنی ملے گی۔ مؤکل کی سچائی کی جانب زیادہ خیال رکھتے اور کئی غریب لوگوں کے مقدمات کورٹ فیس خود ادا کر کے بھی کئے۔

۲۔ تحریک کشمیر کے دوران آپ نے ایک لمبا وقت کشمیر میں گذارا۔ آپ کے اہل خانہ بعض اوقات ساتھ نہ ہوتے تھے اور کپورتھلہ میں ہی قیام رکھتے۔ اسی دوران میں آپ کے ایک بیٹے شدید طور پر علیل ہو گئے اور آپ کو اس کی اطلاع کی گئی۔ آپ نے وہی اطلاع حضرت امام جماعت ثانی کو کر دی اور خود اسی طرح کام میں مشغول ہو گئے۔ بچے کی طبیعت اور زیادہ خراب ہو گئی اور اس کی اطلاع بھی گھر والوں نے آپ کو کی۔ آپ نے وہ اطلاع بھی امام جماعت ثانی کو کی اور اس وقت تک اپنے فرض کے مقام کو نہیں چھوڑا جب تک امام جماعت کی طرف سے حکم نہیں آیا۔ اور چند دن کپورتھلہ میں قیام کر کے اپنے اہل و عیال کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر کے پھر اپنے فرائض ادا کرنے کے لئے واپس کشمیر آ گئے۔

خدمت اور اطاعت امام کا یہ رنگ آپ کو ورثہ میں اپنے والد حضرت منشی ظفر احمد صاحب سے ملا تھا۔ جو دھونی رما کر قادیان بیٹھ گئے اور بانی سلسلہ احمدیہ سے دو دفعہ اجازت لی لیکن تیسری دفعہ اجازت نہ لی کہ مجھے اب اس کی ہمت نہیں اور حضور نے پھر جب خود ہی مناسب سمجھا آپ کو کپورتھلہ جانے کے لئے کہا جہاں ان کا افسر ان کی غیر حاضری کی وجہ سے پریشان بیٹھا تھا اور حضرت منشی صاحب جب ان کے سامنے حاضر ہوئے تو انہوں نے صرف اتنا کہا کہ "منشی صاحب آپ کو آپ کے مرشد نے روک لیا ہو گا" وبس۔

۳۔ حضرت امام جماعت ثانی نے وقف جائیداد کی تحریک فرمائی تو آپ نے ساری جائیداد وقف کر دی۔ آپ کے ایک ہندو دوست نے کہا کہ بچوں کے لئے تو کچھ رکھ لیتے آپ نے اسے جواب دیا بچوں کا اللہ حافظ ہے۔ وہ ہندو دوست اپنے ذہن کے آخری گوشوں میں بھی اس بات کا تصور نہیں کر سکتے تھے کہ کوئی شخص جائیداد کے ہوتے ہوئے بھی اپنی اولاد کے لئے کچھ نہ چھوڑے اور سب کچھ راہِ خدا میں قربان کر دے۔

تقسیم ہند کے بعد جب ساری جائیداد ہندوستان میں رہ گئی تو اس بات کا والد صاحب بہت لطف اٹھاتے کہ وہ ہندو دوست کیا کہہ رہا تھا۔ مال و متاع اور جائیداد ان کے سامنے بالکل ہیچ تھے۔

۴۔ تقسیم ہند کے بعد جب لاہور آئے تو ان کے دوست شیخ بشیر احمد صاحب نے ان کے لئے اپنے گھر کے قریب ہی ایک تارکِ وطن کی ۳۵ کمروں کی کوٹھی جو قریباً چھ کنال پر واقع ہو گی کا انتظام کیا تھا۔ آپ نے وہاں چند دن قیام کیا اور سارے اہل خاندان کو حکم دیا کہ اس گھر کی کسی چیز کو قبضہ میں نہیں لینا اور اپنے ساتھ لائی ہوئی چیزوں پر گذارہ کرو۔ فوراً بعد ہی آپ امام جماعت ثانی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے متعلق حضور سے پوچھا کہ کیا حکم ہے کہاں رہوں۔

امام جماعت ثانی نے فرمایا کہ "میں جماعت کا نیا مرکز ربوہ دیکھ کر آ رہا ہوں۔ آپ لائلپور چلے جائیں ہمارے قریب رہیں گے"

آپ نے حضور کی ملاقات کے بعد واپس آ کر اہل خاندان کو کہا کہ اپنا سامان اٹھاؤ اور ریلوے سٹیشن چلو۔ اس چھ کنال اور ۳۵ کمروں والی کوٹھی کو اسی طرح چھوڑ کر آپ لائلپور آ گئے اور جس مقصد کے لئے حضرت امام جماعت ثانی نے آپ کو لائلپور بلایا تھا ساری عمر اس مقصد کی تکمیل میں سرگرداں رہے۔ اللہ تعالیٰ کے انعامات کی بارش لائلپور میں اس زور سے برستی رہی کہ جل تھل ہو گیا۔ لاہور کی چھ کنال اور ۳۵ کمروں والی کوٹھی اس معمولی گھر کے آگے بالکل ہیچ تھی جہاں اس بادشاہ نے اپنی زندگی کے بقایا دن پوری آب و تاب اور سلسلہ کی خدمت میں گذارے

۵۔ کپورتھلہ میں تقسیم ہند کے سلسلہ میں فسادات کے دوران میں رات کو بعض اوقات بلوائی نعرے لگاتے ہوئے آ جاتے اسی طرح کی ایک رات خطرہ بہت بڑھ گیا اور حضرت نے سب گھر والوں کو اکٹھا کیا اور گھر پر حملہ کی صورت میں حکمتِ عملی تجویز کی۔ اور تمام جزئیات تفصیل سے واضح کیں یہاں تک کہ یہ بھی طے کیا کہ اگر بحالت مجبوری ہمیں گھر چھوڑنا پڑے تو کس نے کیا اپنے ساتھ لینا ہے اور کس راستہ سے اور کہاں پناہ لینی ہے۔ اسی سلسلہ میں ایک رجسٹر کی طرف اشارہ کر کے بتایا کہ میں پسپائی کی صورت میں یہ رجسٹر اٹھاؤں گا۔ اور اس رجسٹر میں ایک درویش کا خزانہ تھا۔ عربی زبان کو ام الالسنہ ثابت کرنے کا ابتدائی کام۔ آکسفورڈ ڈکشنری کے ان الفاظ کا مجموعہ جن پر ان دنوں کام ہو رہا تھا۔ یہ تھا اس درویش کا سرمایہ حیات!!

۶۔ کپورتھلہ سے ۱۹۴۷ء میں نقل مکانی کے سلسلہ میں ہمارا پہلا پڑاؤ جالندھر چھاؤنی میں ہوا۔ فوجی بارکوں میں قیام تھا کہ ایک روز انتظامیہ کی طرف سے حکم ہوا کہ بارکیں چھوڑ کر ۷ کلومیٹر دُور کھلے میدان میں چلے جاؤ۔ اس روز شدید بارش ہو رہی تھی اور سب لوگ افراتفری میں کھلے میدان کی طرف فوجی ٹرکوں میں جانا شروع ہو گئے۔ حضرت اپنی جان کو خطرہ میں ڈال کر ۲ کلومیٹر دور سائیکل پر سوار ہو کر انتظامیہ کے ایک بریگیڈیر سے اس حکم کو معطل کروانے کی غرض سے گئے۔ لیکن وہ صاحب نہ مانے۔ اہل خاندان اپنا اپنا سامان اٹھا کر سڑک کے کنارے ٹرکوں میں اپنی باری کا انتظار کرنے لگے۔ اور باری آنے سے پہلے ہی وقت ختم ہونے کی وجہ سے اہل خانہ واپس بارکوں کی طرف آ رہے تھے۔ ان میں یہ عاجز راقم بھی سر پر ایک وزنی صندوق اٹھائے آ رہا تھا۔ حضرت کے دل پر اس عاجز کی کیفیت کو دیکھ کر رقت طاری ہوئی۔ اور حالت دعا میں چلے گئے۔ ابھی دعا ختم بھی نہیں ہوئی تھی کہ ایک فوجی اردلی نے پوچھا کہ "محمد احمد کون ہیں"؟ آپ نے اسے بتایا کہ "میں ہوں" اس نے کہا کہ آپ کو کیپٹن عدالت خان صاحب بلاتے ہیں (اس وقت ابھی ہند و پاکستان میں فوجوں کی تقسیم نہیں ہوئی تھی) آپ اس کے ساتھ چلے گئے اور پھر کیپٹن عدالت خان صاحب کے ساتھ واپس آئے کیپٹن صاحب نے بتایا کہ ایک فوجی ٹرک لاہور جا رہا ہے۔ آپ اس میں اپنے خاندان کے چار افراد بھیج سکتے ہیں۔ وہ ٹرک پہلے ہی بھرا ہوا تھا۔ حضرت کے خاندان کی مستورات اور بچے جو ۱۴ افراد پر مشتمل تھے کسی نہ کسی طرح گھس کر اس ٹرک میں سما گئے۔ اس پر کیپٹن صاحب نے اعتراض کیا کہ میں نے تو صرف چار کا کہا تھا یہ تو چودہ ہیں۔ آپ نے کہا کہ صرف چار ہی جائیں گے اور دس افراد کو ٹرک سے اترنے کا حکم دیا۔ یہ بات کیپٹن صاحب کو کھا گئی اور انہوں نے کہا کہ چلو چودہ ہی سہی اور پندرھویں تم۔ یہ واقعہ اس عاجز راقم

باقی صفحہ ۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کس نے کیا کہا

اخبارات کے شکریہ کے ساتھ

ڈان

۲۴- جون ۱۹۹۳ء

متعدد ممالک جنہوں نے جنگ عظیم دوئم کے بعد آزادی حاصل کی پارلیمانی جمہوریت کے بحران سے مستقل طور پر دوچار رہے ہیں ان میں سے اکثر نے کسی ایک یا دوسری قسم کی جمہوریت اپنے حکمرانوں سے وراثت میں حاصل کی تھی۔ لیکن یہ حکمران اپنے نوآبادیاتی لوگوں کو سماجی، انتظامی اور اداروں کے تعلق سے کوئی ایسا سسٹم نہ دے سکے جو جمہوری بھی ہوتا اور عملی طور پر بھی کام آسکتا۔ اور کچھ دیر اسی طرح رہنے کے بعد ملکی سماجی، ثقافتی، اقتصادی اور سیاسی سسٹم ان پر غالب آجاتے اور آہستہ آہستہ فروغ پاتے رہتے۔

جہاں تک ترقی یافتہ ممالک کا تعلق ہے وہاں بھی پارلیمانی جمہوریت میں اس طرح بحران دیکھے ہیں کہ بہت بڑی بڑی آمرانہ بیوروکریسی نے ایک پارٹی یا دوسری پارٹی کے کنٹرول میں ہوتے ہوئے لوگوں کے حقوق دبائے ہیں۔ اگر ہم اس بات میں دلچسپی رکھتے ہیں کہ اپنے جمہوری اداروں کو اس ملک میں مضبوط کریں تو ہمیں چاہیئے کہ ہم اس کے لئے نئے سسٹم ایجاد کریں۔ اور نئی پارلیمانی جمہوریت کا آغاز کریں جس میں ہمارے اپنے نجی مطالبات کا مظاہرہ ہوتا ہو اور جو صرف سیاسی سراب کی صورت میں نظر نہ آئے۔ اگر سیاست کا مطلب یہی ہے کہ طاقت کو حاصل کر لیا جائے اور پھر اسے استعمال کیا جائے اور اس سلسلے میں یہ نہ سوچا جائے کہ ایسا کرنے کے لئے ہم نے کون سے ذرائع استعمال کئے ہیں تو انتخابات ہوں یا نہ ہوں۔ جہاں تک ہمارے شہریوں کا تعلق ہے وہ اپنے حکمرانوں کی ایک کمزور رعایا بنے رہیں گے۔ ہمارے معاشرے میں دولت، طاقت، سٹیٹس اور مواقع اس طرح تقسیم ہوتے ہیں کہ اس تقسیم کو عادلانہ نہیں کہا جا سکتا۔ اس لئے جمہوریت کا تقاضا ہے کہ اسے شعوری طور پر راہ دکھائی جائے اگر اسے ایک انقلابی ادارہ نہ بنایا جا سکے تو۔

چونکہ یہ بات تو ناممکن ہے کہ ہم کوئی لینن یا کوئی ماؤزے تنگ پیدا کر سکیں اس لئے ہمیں اس بات کی طرف توجہ دینی چاہیئے کہ تاریخ ہمیں کیا سبق دیتی ہے اور یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ تمدن وہی زندہ رہے ہیں جو اخلاق اور دانشوری کی انفرادی روشنی میں آگے بڑھے ہیں۔

یہ خط کراچی سے لکھا گیا۔

ایم۔ جے۔ سعید نے ڈان کے ۲۴ جون ۱۹۹۳ء کے شمارے میں خطوط میں کالم میں شائع کروایا۔

فرنٹیئر پوسٹ

۲۴- جون ۱۹۹۳ء

ایم۔ ایچ قمر۔ فرنٹیئر پوسٹ کے ۲۴ جون ۱۹۹۳ء کے شمارے میں خطوط کے کالم میں کہتے ہیں۔

ایک سخت سودے بازی کو ہارس ٹریڈنگ کا نام دیا جاتا ہے ہارس ٹریڈنگ اس لئے ایک سخت سودا بازی ہے کہ یہ ایک قیمتی جانور کے متعلق کی جاتی ہے جسے اچھی طرح دیکھنے کی ضرورت ہے۔ قبل اس کے کہ اسے خریدا جائے اور اسی لئے قبل اس کے کہ یہ ایک شخص سے دوسرے شخص کے ہاتھوں میں چلا جائے کافی لے دے ہوتی ہے۔ گھوڑا ایک نرم تلووں والا جانور ہے جس کی بڑی لمبی دم ہوتی ہے اور گردن کے بال بھی اور ضرورت اس بات کی ہوتی ہے کہ اس کی بہت اچھی تربیت کی جائے (اور یہ تربیت خاصی سخت بھی ہوتی ہے) قبل اس کے کہ اسے ایک قابل فروخت چیز بنا کر مارکیٹ میں پیش کیا جائے۔ یہ گائے اور بھینس کی طرح نہیں ہے جن کو مفید بنانے کے لئے کسی خاص ٹریننگ کی ضرورت نہیں۔ گھوڑا لکڑی کا بھی ہو سکتا ہے۔ ایک ایسا فریم جس پر فوجیوں کو اس لئے بٹھایا جاتا ہے کہ یہ ان کے لئے ایک سزا ہوتی ہے اس کی مادہ کو لکڑی کی گھوڑی کہا جاتا ہے جسے جمناسٹک میں قلابازیوں کیلئے استعمال کیا جاتا ہے جس چیز پر اوزار رکھے جائیں یا کپڑے ٹانگے جائیں اسے "SAW" سا ہارس کہا جاتا ہے ایک موقعہ پر ایک ٹراجن گھوڑا بھی تھا جو لکڑی کا بہت بڑے سائز کا گھوڑا تھا جس کے اندر یونانی داخل ہوئے تھے آج کل یہ (ٹراجن گھوڑا) اصطلاح ایسے شخص یا ایسی تنظیم کے لئے استعمال کی جاتی ہے جو کسی ملک میں یا کسی گروہ میں اسے تباہ کرنے کا باعث بنے۔ اس کمینے لکڑی کے ٹراجن گھوڑے کے علاوہ ایک وقت میں ایک بہت قابل عزت گوشت پوست کا گھوڑا بھی تھا۔ یہ گھوڑا اسکندر اعظم کا مشہور جنگی گھوڑا تھا جس کا نام بقاوسےفالس وہ خوبصورت جانور جسے گھریلو بنا لیا گیا ہے۔ اور جس کے ساتھ انسان نے دوستی لگائی ہے اس نے ہمیں کافی زیادہ الفاظ یا اصطلاحیں اپنے نام کے ساتھ وابستہ دی ہیں بطور ووکیبولری (VOCABULARY) ہارسنگ اس بات کو کہتے ہیں کہ کوئی شخص کسی دوسرے آدمی کی پیٹھ پر چڑھ بیٹھے ہارس آرٹلری میدان جنگ کی آرٹلری ہوتی ہے جس پر چھوٹی بندوقیں اور بندوق چلانے والے بیٹھتے ہیں۔ ہارس بلاک ایک ایسی سطح ہوتی ہے جہاں سے گھوڑے پر چڑھا جا سکتا ہے یا اترا جا سکتا ہے

اسے ہارس بوٹ BOT ایک بگھی ہے اور اسے ہارس باکس ریلوے کار کا پیچھے لگا ہوا ڈبہ۔ یہ ایک سیٹ بھی ہو سکتی ہے جیسے موٹر سائیکل وغیرہ پر ہوتی ہے یا گرجے میں وہ کرسیاں جن پر بیٹھ کر لوگ عبادت کرتے ہیں۔ ہارس بوائے اس نوجوان کو کہتے ہیں جو اصطبل میں ملازمت کرتا ہے اور ہارس پیتل (BRASS) اس سجاوٹ کی پیتل کو کہتے ہیں جو گھوڑوں پر لگائی جاتی ہے۔ ہارس چیسٹ نٹ ایک درخت کا بڑا ترش پھل ہے۔ ہارس فیسڈ ایک ایسے شخص کو کہتے ہیں جس کا گھوڑے جیسا لمبوترا سا چہرہ ہو۔ ایک موٹی بھدی سی عورت کو ہارس گاڈمدر کہتے ہیں۔

ہارس لاف (LAUGH) ایک درشت اور بہت زیادہ زوردار قہقہہ کو نام دیا جاتا ہے ہارس لیس گاڑی موٹر کار کو کہا جاتا ہے۔ ہارس پلے ایک غیر سنجیدہ کھیل کو کہا جاتا ہے (رف) ہارس سنس ایک سیدھی سادھی کامن سنس کو کہا جاتا ہے۔ ایک سیاہ فام گھوڑا ایک ایسے گھوڑے کو کہا جاتا ہے جس کی قابلیتوں کا علم نہ ہو۔ اور ایک ایسے شخص کو بھی جس کی قابلیت ابھی ظاہر نہ ہوئی ہو۔ ایک مرے ہوئے گھوڑے کو پیٹنا ایسی بات کے متعلق بولا جاتا ہے جو مسئلے کے طور پر ختم ہو چکی ہو۔ ایک شخص جو غلط طور پر اپنی برتری کا قائل ہو وہ اپنے بلند قامت گھوڑے پر بیٹھا ہوتا ہے۔ "گھوڑے کے منہ سے" بلاواسطہ کوئی معلومات حاصل کرنے کا مطلب یہ ہے کہ کسی اعتماد والے آدمی سے پتہ چلے۔ اپنے گھوڑے کو تھامے رکھنے کا مطلب ہے کہ کچھ دیر کے لئے رک جانا۔ اپنی گاڑی کو گھوڑے کے آگے لگانے کا مطلب ہے کہ کسی قدرتی عمل کو الٹا کر دینا۔

یہ ساری باتیں گھوڑے کے متعلق بتلانے کے بعد آئیے ہم ہارس ٹریڈنگ کے متعلق کچھ بات کر لیں۔

ہارس ٹریڈنگ ایسی نہیں ہے جیسی سؤر کی خرید و فروخت کسی پوک (POKE) میں جو ایک اندھا سودا

Crises in democracy

MANY countries which gained independence after the second World War have been characterised by permanent crises of parliamentary democracy. Most of them *inherited* some form of democracy from the ruling powers but the latter were unable to bequeath on the colonised peoples the social, administrative and institutional systems which would be democratic and practical in the short term so that, in time, truly indigenous socio-cultural, economic and political systems and institutions would supersede and continue to flourish as an on-going process.

Even in developed countries parliamentary democracy faced crises in the form of suppression of citizens' rights by the gigantic and dictatorial bureaucratic apparatus of state machinery controlled by one party or the other.

If we are really interested in strengthening democratic institutions in this country, we must to devise new systems and invest parliamentary democracy with substance reflecting the genuine demands of the people and not just a political mirage.

If the summum bonum of politics is the capture and wielding of power without any thought of the means utilised to capture power, then, elections or no elections the citizen will remain a meek subject of the rulers. In our society wealth, power, status and opportunity are distributed most inequitably therefore, democracy needs conscious guidance, if not an institutional revolution.

As it is unlikely that we shall produce a Lenin or a Mao Tse Tung, let us pay heed to the lessons of history and remember that civilisations have survived only through the moral and intellectual enlightenment of the individual.

M.J. SAYEED
Karachi

DAWN THURSDAY, JUNE 24, 1993

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہوتا ہے۔ جیسی کہ ایک پاؤچ سے سؤر خریدا جائے بغیر اسے دیکھے گھوڑا سؤر کی طرح نہیں ہے اور سؤر گھوڑے کی طرح نہیں ہے۔ صرف انسان ایک ایسی ہستی ہے جو ان دونوں کی طرح ہے۔ ہارس ٹریڈنگ زباندانی کے لحاظ سے قانونی ٹینڈر بن گیا ہے۔ اور ایسا صرف ۱۹۸۸ء سے ہوا ہے اس سے پہلے اسے فلور کراسنگ کہا جاتا تھا۔ شاہ کے تمام لوگ اور شاہ کے تمام گھوڑے اب ایک طرف سے دوسری طرف چلے جاتے ہیں اور جاتے بھی مجنونانہ طور پر ہیں اور ایسا وہ سونے کی چمک دیکھ کر کرتے ہیں۔ ہمیں گھوڑے جیسا یہ اظہار پہلے بالکل معلوم نہیں تھا۔ حتیٰ کہ ایک روز یہ بات سارے شہر میں ہونے لگی اسلام آباد نے یہ ایک ایسی چیز برآمد کی ہے۔ جس پر اسے فخر کرنے کا حق حاصل ہے۔ اگرچہ یہ دراصل چھانگا مانگا میں شروع ہوئی تھی۔ فیڈرل کیپٹل میں یہ سنو بال کی طرح جا گری۔ اب یہ ایسی بات ہے۔ جو ہر گھر میں کی جاتی ہے۔ ہمپٹی ڈمپٹی ابھی تک دیوار پر بیٹھا کیلے کھا رہا ہے۔ اور اس نے اپنی کھال کو اپنے ڈھیلے ڈھالے پاجامے میں ڈھانکا ہوا ہے۔ ہجوم اس کی طرف دیکھ رہا ہے اور امید کر رہا ہے کہ وہ وہاں سے گرے بلکہ اس نے یہ بات امید کے خلاف قائم کی ہوئی ہے۔ ہارس ٹریڈنگ بہت تیزی کے ساتھ اچھی بزنس بن رہی ہے۔ اور یہ ہر طرف ہو رہی ہے اور بالکل ایسا لگتا ہے کہ جیسے لاہور کے کسی پارک میں تماشا ہو رہا ہو۔ منتخب نمائندے خرید و فروخت کی جانے والی چیزیں بن گئی ہیں۔ اور جو کوئی زیادہ بولی لگاتا ہے وہ ایک کی طرف سے ہٹ کر اس کی طرف چلے جاتے ہیں۔ جہاں تک ہارس ٹریڈنگ کی اصطلاح کا تعلق ہے یہ پارلیمنٹ کی اقتصادی منڈی میں ایجاد کی گئی تھی۔ روحانی طور پر یا اہل قلم کے ذریعے۔ اور ایسا ایک نہایت ذہین بیوروکریٹ نے کیا تھا۔ یا جیسے صحافت کا قیمتی ہیرا کہا جا سکتا ہے۔ یا یہ ایک معمولی سی ہلکی سی گفتگو میں سے سفارت کاروں کے ایک سماجی اجتماع میں سے پھوٹ نکلی تھی۔ ان باتوں کے متعلق یقین کے ساتھ کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ لیکن قومی اور عالمی ووکیبولری (ذخیرہ الفاظ) اس سے خاصی امیر ہوئی ہے جن کی وجہ سے یہ تجارت چل پڑی اور پھلی پھولی۔ پاکستان کی پارلیمنٹیرینز زندہ باد۔ آئیے ہم ان کے لئے پرائیڈ آف پرفارمنس کے تمغے تجویز کریں۔ یہ کوئی برے افسر تو نہیں ہیں اب پارلیمنٹ کی ایک نئی تعریف بھی کی گئی ہے۔ ایک ایسی منڈی جہاں ہارس ٹریڈنگ کی جاتی ہے جو سب سے زیادہ بولی لگاتا ہے۔ وہ جیت جاتا ہے اور گھوڑوں کو اپنے ساتھ لے جاتا ہے۔ گھوڑے یہ سمجھتے ہیں کہ وہ ریس کے لئے ریس کورس جا رہے ہیں حالانکہ کہ ایسا ہرگز نہیں ہوتا۔ وہ ہارس KNACKER کے لئے جا رہے ہوتے ہیں۔

یہ خط لاہور سے لکھا گیا۔

وقت دعا ہے

وطن عزیز میں سیاسی عدم استحکام عروج پر پہنچ چکا ہے۔ قومی رہنماؤں کے درمیان نفرت کی دیوار بلند سے بلند تر اور اختلافات کی خلیج وسیع سے وسیع تر ہوتی جا رہی ہے ہر آنے والا دن نت نئے خطرات سامنے لا رہا ہے بے چینی اور بے یقینی کی اس فضا میں ایک بھی آواز ایسی سنائی نہیں دے رہی جس کی غیر جانبداری شک و شبہ سے بالاتر ہو۔ متحارب گروہ کسی بھی قومی شخصیت پر اس قسم کا اعتماد کرنے کو تیار نظر نہیں آتے جس کی رائے یا مشورہ دونوں کے لیے قابل قبول ہو۔ صورت حال بظاہر ایسی شکل اختیار کرتی جا رہی ہے جس میں وہ مثال ذہنوں میں تازہ ہو رہی ہے جب دو "ماؤں" نے ایک بچے پر اپنے اپنے حق کا دعویٰ کیا اور جب عدالت نے دونوں ماؤں کے دعوؤں کی تفصیل سننے کے بعد یہ رائے ظاہر کی کہ کیوں نہ اس بچے کو دو ٹکڑوں میں تقسیم کر کے دونوں ماؤں کو آدھا آدھا دے دیا جائے تو اس پر ایک ماں نے انتہائی جذباتی لہجے میں کہا "نہیں، نہیں۔ یہ بچہ اس (دوسری ماں) کے حوالے کر دیا جائے" جس پر عدالت اس نتیجہ پر پہنچ گئی کہ اصل ماں وہی ہے جو بچہ دوسری ماں کے حوالے کرنے پر آمادہ ہو رہی ہے۔

کھلی آنکھوں سے دیکھنے والا ہر شخص سوچ رہا ہے کہ وطن عزیز کا مستقبل سیاست اور معیشت کے اعتبار سے تباہی کے دہانے پر پہنچ چکا ہے لیکن کوئی نہیں جو اصلاح احوال کے لیے فکر مند نظر آئے حد یہ ہے کہ عدلیہ کے فیصلہ اور پارلیمنٹ کی قرار دادیں بھی متنازعہ شکل اختیار کر چکی ہیں اور اب تو بدقسمتی سے بعض حلقے فوج کے بارے میں بھی یہ تاثر دینے لگے ہیں کہ یہ اہم قومی ادارہ بھی جانبدار ہوتا جا رہا ہے۔ نفسا نفسی کے اس عالم میں عام شہری اظہار بیزاری کے سوا کچھ بھی کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہیں ہاں البتہ وہ مالک حقیقی سے دعا ضرور کر سکتے ہیں اور دعا کرنی بھی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ وقت کے حکمرانوں کو ذاتی اور جماعتی تعصبات سے بلند ہو کر سوچنے کی توفیق دے ہم جس تیز رفتاری کے ساتھ سیاسی انارکی کی طرف بڑھتے جا رہے ہیں اس سے ہمیں نجات حاصل ہو امن و سلامتی کو جو خطرات لاحق ہیں ان سے تحفظ کی راہ نکل سکے تاکہ ہماری قومی سلامتی اور ملکی سالمیت کسی ایسے خطرے سے دوچار نہ ہو جائے جس کا مداوا کسی کے لیے بھی ممکن نہ ہو۔

وفاق ۴۔ جولائی ۱۹۹۳ء کا ایک اداریہ

"غربت میں بھی انسان صاف رہ سکتا ہے۔"
(حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

All about horses

A hard bargain is known as horse-trading. Horse-trading is hard bargaining because it is a precious animal which must be examined carefully before purchase and much haggling takes place before it changes hands. Horse is a soft-footed ungulate with flowing tail and mane; requires care in rearing and tough training before entry into the market as a saleable commodity. It is quite unlike a cow or a buffalo which needs no training to be useful.

It could be a wooden horse, a frame on which soldiers used to be mounted as a punishment. A female version is called timbre mare which is a gymnastic apparatus for vaulting. A saw-horse for a clothes horse is a horse-like contraption used for support of tools and apparel. There was once upon a time, the Trojan horse the gigantic wooden horse inside which the Greeks entered tory; these days it stands for a person or organisation placed within a country or group with the purpose of destroying it. Apart from this mean wooden Trojan horse, there was once a noble steed of flesh and blood, Alexander the Great's famous war-horse, Bucephalus.

This domesticated beautiful animal, befriended by man had given us considerable vocabulary connected with it. Horsing is birching of a person mounted on another's back. Horse artillery is field artillery with light guns and the gunners mounted. Horse block is a stage for mounting and dismounting a horse, by.

A horse bot is a fly and a horse box is a trailer or railway car; it could be a seat (pew) in church.

Horse-boy is a stable servant and horse brass is the brass ornament on the horses. Horse chestnut is the bitter nut of a tree. Horse-faced is a person having a long horse-like face. A fat clumsy woman is horsegod-mother.

Horse laugh is a harsh, boisterous laugh. Horseless carriage is a motor car. Horse play is rough play. Horse sense is plain common sense. A dark horse is a racehorse whose capabilities are not known; also a person of undisclosed ability. To flog a dead horse is to work up a dead issue. One with false assumed superiority sits on one's high horse. Straight from the horse's mouth is information from a trustworthy soursce. To hold your horses is to wait a moment. To put the cart before the horse is to reverse the natural order of things.

Having said all that about a horse, let us look at horse-trading a bit closely. Horse-trading is not like buying a pig in a poke which is a blind bargain as of a pig in a pouch bought without being seen.

A horse is not like a pig and vice versa; only a man can be both.

Horse-trading has become a lingual legal tender only since 1988; previously it was called floor-crossing.

All the king's men and all the king's horses now criss cross across the aisle in a crazy style from one side to the other lured by the glint of gold. We were not quite aware of this horsy expression till one day it became the talk of the town. This is one export Islamabad could be proud of; although it began at Changa Manga, it snow-balled at the federal capital. Now it is a household word.

Humpty-Dumpty is still sitting on the wall eating bananas, hiding the skins in his baggy pyjamas.

The crowd is looking upto him expecting him to fall, even hoping against hope. Horse-trading is taking place at a brisk pace all around with all the fun of the fun-fair in the fun park at Lahore.

The elected representatives have become chattels changing hands to the highest bidder.

The expression of horse-trading was coined in the frame work of the Parliamentary market economy by the tongue or the pen of a brilliant bureaucrat or a jewel of a journalist or it emerged during small talk in a social gathering of diplomats; it is hard to tell with certainty. But the national and international vocabulary is richer by it, far more richer than the filthy rich MNAs and MPAs who caused this trade to boom and bloom.

Long live the parliamentarians of Pakistan. Let us recommend medals for pride of performance, not bad actors at all. There is now a new definition of Parliament; a market place for horse-trading.

The highest bidder carries the day and leads the horses away. Horses think they are going to the race course; not by any means; they are going to the horse-knacker!

M.H.QAMAR,
Lahroe.

THE FRONTIER POST *Thursday June 24, 1993*

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصایا

ضروری نوٹ: مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جا رہی ہے کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

مسل نمبر ۲۸۹۶۷ ـ و

MRS YANI SUPRIANTINI B.A BASUKI ATMONO B.A پیشہ ملازمت عمر ۳۲ سال بیعت ۱۹۸۱ء ساکن انڈونیشیا بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱۹۹۱-۱۰-۱۸ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) زمین برقبہ ۱۳۰ مربع میٹر واقع جابر انڈونیشیا مالیتی RP ۷۲۰،۰۰۰/- (۲) حق مہر RP ۱۷۶،۰۰۰/- اس وقت مجھے مبلغ ۱۲۴،۴۵۵۰/- روپے ماہوار بصورت ملازمت لے رہے ہیں میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ MRS YANI SUPRIANTINI B.A انڈونیشیا۔ گواہ شد نمبر۱ BASUKI ATMONO B.A خاوند موصیہ گواہ شد نمبر۲ YAYAT RUDAYAT انڈونیشیا۔

مسل نمبر ۲۸۹۶۸ ـ و

MRS. HAJJAH CINTASIH W/O AL-HAJ ABDUR-RAH—

MAN SUMAWIJAYA پیشہ خانہ داری عمر ۷۰ سال بیعت ۱۹۷۱ء ساکن انڈونیشیا۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۵-۶-۱۳۷۱/۱۹۹۲ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) زیورات طلائی وزنی ۸۷ گرام مالیتی RP ۱۰۷۴۵،۰۰۰/- (۲) طلائی انگوٹھیاں ۴ عدد مع ڈائمنڈ مالیتی RP ۲۰۰،۰۰۰/- (۳) FIVE PAIR WITH STONE EYES AND DIAMOND مالیتی ۱۰۰،۰۰۰/- RP حق مہر RP ۵۰۰،۰۰۰/- اس وقت مجھے مبلغ ۷۵،۰۰۰/- روپے ماہوار بصورت جیب خرچ

باقی صـ۷ پر

بقیہ: صـ۳

کے سامنے کا ہے اور بلا مبالغہ حضرت کی دعا کے ختم ہونے سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ نے اس درویش کے سفر کا سامان کر دیا تھا۔ کچھ بھی نہ ہوتے ہوئے سب کچھ تھا کیونکہ تعلق اس سے تھا جو مسبب الاسباب ہے۔

۷۔ بہت دفعہ ایسا ہوا کہ کسی موصی کے ورثاء کے پاس تدفین سے پہلے کسی موصیہ کے ورثاء کے پاس تدفین سے پہلے کسی جائیداد کی ضمانت کا انتظام نہیں ہوا۔ ایسے وقت میں فوراً اپنا مکان بطور ضمانت پیش کر دیا تاکہ موصی کی تدفین بہشتی مقبرہ میں ہو سکے۔ وہ ایک مکان نہ معلوم کتنی دفعہ ضمانت کے طور پر پیش ہوتا رہا۔ ایک دفعہ دفتر کے کسی کارکن نے ایسے ہی موقعہ پر یہ بات حضرت ابوالعطاء صاحب (جو اس وقت ان کاموں کے انچارج تھے) کے نوٹس میں لائی کہ وہ مکان تو پہلے ہی ایک اور کیس میں ضمانت کے طور پر رکھا ہوا ہے۔ حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب نے کمال مہربانی سے اس اعتراض کو رد کر دیا اور ضمانت کو قبول کیا۔ حضرت نے ان کی اس مہربانی کا بہت دفعہ ذکر کیا

۸۔ حضرت شیخ محمد احمد صاحب چند باتوں پر خاص توجہ دیتے جو یہ تھیں۔

(۱) جماعت کے فوت ہونے والے ہر فرد کے جنازہ میں شرکت اور تعزیت کے لئے حاضر ہونا۔ یہی سلوک غیر از جماعت دوستوں سے بھی تھا۔

(۲) تیمارداری کے لئے مریض کے پاس حاضر ہونا اور اتنی دیر بیٹھ کر دعا میں مشغول رہنا جتنا مناسب ہو۔ زیادہ دیر بیٹھنے سے منع فرماتے تھے۔

(۳) اپنے وفات پانے والے دوستوں اور رشتہ داروں کے متعلق حتی الوسع مضامین لکھتے اور ان کی خوبیوں کا تذکرہ کرتے اور پسماندگان کو خطوط کے ذریعہ بھی حوصلہ دیتے۔

(۴) خطوط کا جواب باقاعدگی سے دیتے اور اگر کوئی خط کا جواب دیر سے دیتا یا نہ دیتا تو یہ بات طبیعت پر گراں گذرتی۔

۹۔ جنازہ کے سلسلہ میں ایک واقعہ ہے کہ جماعت کے ایک صاحب خدمت میں حاضر ہوئے کہ ان کے والد صاحب فوت ہو گئے ہیں اور فلاں وقت جنازہ ہوگا۔ آپ اس وقت شدید علیل تھے اور جسمانی طور پر بہت ہی کمزور۔ ان صاحب سے اپنی حالت بیان کر کے معذرت چاہی کہ جنازہ پر حاضر نہ ہو سکوں گا۔ ان صاحب کے جانے کے بعد آپ نے جنازہ پر حاضر ہونے کا ارادہ کر لیا۔ اور اس کی وجہ یہ بتائی کہ میں نے سوچا کہ اگر میں فوت ہو جاتا تو یہ فوت ہونے والا شخص ضرور میرے جنازے پر حاضر ہوتا۔ اس لئے اس تعلق کی خاطر مجھے بھی جنازے پر حاضر ہونا چاہیئے۔

۱۰۔ طبیعت میں حد درجہ عاجزی، ریاکاری سے اجتناب۔ گفتگو میں ملائمت اور ایک قدرتی رعب اور شگفتگی تھی۔

عدالت میں نہایت دھیمے انداز میں اپنا نقطۂ نظر پیش کرتے جس سے سننے والے پر اثر ہوتا۔ شاہجہانپور کی احمدیہ بیت کے سلسلہ میں مخالف فریق کے گواہوں کی پشت پر پیار سے ہاتھ رکھ کر جب سوالات کئے تو گواہوں نے سب سچ سچ بیان کر دیا اور فریق مخالف میں یہ بات مشہور ہو گئی کہ محمد احمد مظہر مسمریزم کا علم گواہ کی پیٹھ پر ہاتھ رکھ کر استعمال کرتا ہے اور اگلے روز جب ایک گواہ کی پشت پر ہاتھ رکھ کر آپ نے سوال کرنا چاہا تو وہ گواہ کود کر پرے ہٹ گیا اور کہا دیکھو میری پشت کو ہاتھ مت لگانا۔ یہی تو تمہاری جادوگری ہے۔ بچوں اور نوجوانوں سے بہت پیار کرتے اور جو ایک دفعہ مل گیا۔ بار بار ملنے کے لئے آتا۔

جماعت کے سب اماموں کی حد درجہ اطاعت اور ان سے بہت محبت کرتے۔ حضرت امام رابع جب ۱۹۸۴ء سے بیرون ملک قیام پذیر ہوئے۔ ہمیں کہتے کہ ان کے لئے ہر عبادت میں دعا کرو۔ اور خود ان کے لئے سربسجود رہے

۱۱۔ غرباء پروری کا ایک واقعہ دلوں کو گرما دینے والا ہے۔ تقسیم ہند سے قبل کپورتھلہ میں ان کے ساتھ عدالت کے کام میں ہاتھ بٹانے کے لئے محمد علی صاحب ایک منشی تھے۔ تقسیم ہند کے قریباً دس سال بعد محمد علی صاحب کو معلوم ہوا کہ حضرت لائلپور میں پریکٹس کرتے ہیں اس لئے وہ لائلپور آئے اور درخواست کی کہ مجھے سابقہ تعلقات کی بناء پر منشی کا کام دے دیں۔ آپ نے ان کو منشی رکھ لیا۔ حضرت کی عمر جب ۸۰ سال سے اوپر پہنچی تو بعض اوقات ہم ان سے کہتے کہ آپ اب وکالت کی پریکٹس چھوڑ دیں۔ فرماتے کہ میں پریکٹس اب اپنے لئے تو نہیں کرتا میری وجہ سے محمد علی صاحب کی روزی کا اللہ تعالیٰ نے سامان کیا ہوا ہے۔ میں تو پریکٹس اب ان کے لئے کرتا ہوں۔ جب محمد علی صاحب نے آپ کے بیٹے جو وکیل ہیں کے ساتھ کام شروع کر دیا تو آپ نے دیکھا کہ اب ان کی روزی کا سامان ہو گیا ہے تو آپ نے وکالت چھوڑ دی اور دوسری مصروفیات میں وہی وقت زیادہ کر دیا۔

۱۲۔ ان کی درویشانہ زندگی کا ایک اور عجیب واقعہ ہے۔ ان کے سب سے چھوٹے بیٹے مظفر احمد نے ان کے کمرے کی کچھ مرمت کروا کر دیواروں پر سفیدی کروا دی۔ یہ آخری دنوں کی بات ہے۔ آپ نے اس بات کا نرمی سے گلہ کیا کہ "دیکھو جی مظفر نے فقیر کی کلی ڈھا دی۔" اور اب وہ ہستی اس جھونپڑی یا کلی کی قید سے بھی آزاد ہے اور اللہ تعالیٰ کے روبرو حاضر ہے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو جنت میں وہ جگہ عطا کرے جہاں ان کے چہرے پر نعمت کی شادابی ہو۔ طیب مسکن میں ان کی رہائش ہو جہاں نہریں بہتی ہیں اور اللہ کی رضامندی سب سے بڑا انعام ہے۔ جہاں کافور، زنجبیل، سلسبیل اور تسنیم ہے اور وہ جگہ جہاں فرشتے ہر دروازہ سے آئیں اور کہیں کہ تمہارے لئے سلامتی ہے۔ کیونکہ تم ثابت قدم رہے۔ اے اللہ تو جنت میں ان کو وہ مقام عطا کر جہاں تیرے مقرب بندے موجود ہیں اور اے اللہ تو ان کی نسلوں میں بھی ان نعمتوں کی فراوانی کر دے جو تیری رضامندی کے راستے پر چلنے میں ممد و معاون ہوں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

زراعت کالم

کپاس میں جڑی بوٹیوں کا تدارک

کپاس کی اچھی پیداوار حاصل کرنے کے لئے دوسرے عوامل کے علاوہ کھیت کو جڑی بوٹیوں سے پاک صاف رکھنا بھی ضروری ہے۔ یہ جڑی بوٹیاں نہ صرف کپاس کے پودے کے ساتھ پانی، ہوا، جگہ، روشنی اور خوراک کے لئے مقابلہ کرتی ہیں بلکہ نقصان دہ کیڑوں اور بیماریوں کے جراثیم کی آماجگاہ بھی ہیں۔ لہٰذا ان کا تدارک بہت ضروری ہے۔ ہر سال کپاس کے کھیتوں میں جڑی بوٹیوں کا اضافہ ہو رہا ہے۔ جس سے پیداوار کا کافی نقصان ہو رہا ہے۔ پیداواری نقصان کا انحصار کھیت میں جڑی بوٹیوں کی بہتات پر ہوتا ہے۔ مشاہدات کے مطابق یہ نقصان ۵۰ فیصد سے بھی تجاوز کر جاتا ہے۔ لہٰذا ان کا بروقت تدارک اچھی پیداوار کا ضامن ہے۔ ان کا تدارک مندرجہ ذیل طریقوں سے کیا جا سکتا ہے۔

۱۔ احتیاطی تدابیر
۲۔ زرعی طریقہ
۳۔ زہروں کا استعمال۔

احتیاطی تدابیر

مندرجہ ذیل احتیاطی تدابیر کو اگر صحیح طور پر اپنایا جائے تو کافی حد تک جڑی بوٹیوں پر قابو پایا جا سکتا ہے۔

(۱) پانی کے کھالے، کھیتوں کے بند اور سڑکوں کے کناروں کو جڑی بوٹیوں سے صاف رکھیں۔

(۲) جڑی بوٹیوں کی بروقت تلفی یعنی جب یہ چھوٹی چھوٹی ہوتی ہیں۔ اس وقت ان کو تلف کیا جائے کیونکہ اس وقت ان کی تلفی بہت آسان ہوتی ہے۔

(۳) جڑی بوٹیوں کی تلفی بیج بننے سے پہلے کی جائے۔

(۴) جڑی بوٹیوں کو چارے کے طور پر استعمال نہ کریں۔

(۵) ان جانوروں کی گوبر کی کھاد استعمال نہ کی جائے جن کا چارے کا انحصار جڑی بوٹیوں پر ہو۔

زرعی طریقے

ذیل میں دیئے گئے اقدامات اگر احتیاط سے کئے جائیں تو ان کی افادیت کسی سے کم نہیں۔

(۱) اچھی زمین کی تیاری کافی حد تک جڑی بوٹیوں کی بہتات کو بڑھنے سے روکتی ہے۔ اگر مٹی پلٹنے والا ہل چلایا جائے تو جڑی بوٹیوں کے بیج کافی گہرائی تک دب جاتے ہیں۔ جن کا اگاؤ ناممکن ہو جاتا ہے۔ اور یہ بیج گل سڑ کر ختم ہو جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ جڑی بوٹیوں کی جڑیں خاص کر گھاس، ڈیلا اور کھبل دھوپ سے سوکھ کر ختم ہو جاتی ہیں۔

(۲) زمین کا ہموار ہونا بہت ضروری ہے کیونکہ نشیبی جگہوں میں جہاں پانی کھڑا ہوتا ہے وہاں جڑی بوٹیوں کی بہتات ہوتی ہے۔

(۳) کپاس کو قطاروں میں لگایا جائے (قطاروں کا درمیانی فاصلہ ۷۵ سنٹی میٹر ہونا چاہیئے) تاکہ کپاس میں گوڈی آسانی سے ہو سکے۔

(۴) گوڈی سے جڑی بوٹیوں کی تلفی جتنی جلدی ہو سکے بہتر ہے۔ بوائی سے لے کر ۵۰ سے ۶۰ دن تک فصل کو جڑی بوٹیوں سے پاک صاف رکھا جائے۔ خشک گوڈی جڑی بوٹیوں کے تدارک میں کافی فائدہ مند ثابت ہوتی ہے۔

زہروں کا استعمال

کپاس کی فصل کی بوائی کے وقت استعمال ہونے والی زہریں مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ اسٹامپ
۲۔ ٹریفلان

ان زہروں کو ریتلی اور کلراٹھی زمینوں میں استعمال نہ کریں۔

فصل کے اگاؤ کے بعد استعمال ہونے والی زہریں مندرجہ ذیل ہیں:-

۱۔ کوٹوگارڈ
۲۔ گراموکسون

یہ ایسی زہریں ہیں جو کپاس کے اگاؤ کے بعد جڑی بوٹیوں کی تلفی کے لئے استعمال کی جا سکتی ہیں۔ ان زہروں کے استعمال سے پہلے جڑی بوٹیوں کی مقدار کا صحیح اندازہ لگانا چاہیئے۔ تاکہ ان سے زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کیا جا سکے۔ جب جڑی بوٹیاں نرم و نازک ہوں۔ اس وقت زہر کا استعمال زیادہ فائدہ مند ہو گا۔

فصل کے اگاؤ کے بعد استعمال ہونے والی زہروں کے بارے میں ایک خاص بات مدنظر رکھنی چاہیئے کہ سپرے نوزل پر شیلڈ لگانی چاہیئے تاکہ زہریں کپاس کے پودے پر نہ پڑیں کیونکہ یہ زہریں کپاس کے پودے کو بھی ختم کر سکتی ہیں۔ اس لئے ان کے استعمال میں بہت احتیاط ملحوظ رکھنی چاہیئے اور استعمال سے پہلے اپنے علاقے میں مقیم زراعت فیلڈ اسسٹنٹ سے مشورہ کر کے انہیں استعمال کریں ورنہ نقصان کا اندیشہ ہو سکتا ہے۔ دوائی کی مقدار اور طریقہ بھی زرعی کارکنوں کے مشورہ سے کریں۔

بقیہ: صـ۱

پس اس وقت جب دنیا کی اشیاء انسان کی مخالف ہو جاتی ہیں ایسے وقت میں خدا ہی ہے جو انسانی دل کو ڈھارس دیتا ہے۔ جب دنیا کے لوگ حق اور صدق کو چھوڑ کر ناراستی اختیار کر لیتے ہیں اور حق کے مخالف ہو جاتے ہیں تو خدا پر ایمان لانے والا جانتا ہے کہ سچے کو کوئی ڈر نہیں۔"

(فرمودہ ۱۲ فروری ۱۹۱۵ء)

بقیہ: صـ۶

مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ۔ MRS. HAJJAH CINTASIH انڈونیشیا۔ گواہ شد نمبر۱۔ KASNAWI s/o TARSUB انڈونیشیا۔ گواہ شد نمبر۲۔ NYI TARKIMAH. K s/o WARSA انڈونیشیا۔

مسل نمبر ۲۸۹۶۹ میں ثناء اللہ جوئیہ ولد مکرم رائے شمشیر خان جوئیہ قوم جوئیہ پیشہ الیکٹریشن عمر ۳۰ سال ۴ ماہ ۵ دن بیعت پیدائشی احمدی ساکن ٹھٹھہ جوئیہ ضلع سرگودھا حال جرمنی۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۸-۶-۹۲ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) پلاٹ برقبہ ۱۰ مرلہ مع دو کمرے (واقع دارالرحمت غربی ربوہ) جو خستہ حالت میں ہیں مالیتی ۲۰۰۰۰۰/- روپے (۲) پلاٹ برقبہ ایک کنال ۴ مرلہ واقع دارالنصر شرقی ربوہ مالیتی ۶۵۰۰۰/- روپے۔ (۳) مکان نمبر ۸/۱۱ برقبہ ۵ مرلہ واقع دارالنصر شرقی ربوہ مالیتی ۸۰۰۰۰/- روپے (۴) زرعی رقبہ ۱۰½ ایکڑ واقع ٹھٹھہ جوئیہ ضلع سرگودھا مالیتی ۲۶۲۵۰۰/- روپے۔ آئٹم نمبر ۲ میں میرے ساتھ میرے دو بھائی بھی شریک ہیں۔ آئٹم نمبر ۳ نمبر ۴ ترکہ والد ہے جس کے وارث والدہ اور تین بھائی ہیں۔ آئٹم نمبر ۳ والا مکان والدہ صاحبہ کے نام ہے اس وقت مجھے مبلغ ۸۳۰/- مارک ماہوار بصورت الیکٹریشن مل رہے ہیں میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتا رہوں گا۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ ثناء اللہ جوئیہ آف ٹھٹھہ جوئیہ ضلع سرگودھا حال جرمنی۔ گواہ شد نمبر۱۔ چوہدری امجد علی ولد چوہدری افضل علی جرمنی۔ گواہ شد نمبر۲۔ رشید جوئیہ ولد دوست محمد جوئیہ جرمنی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ربوہ: ۱۵ جولائی۔ سخت گرمی اور حبس کا سلسلہ جاری ہے

○ پشاور ہائیکورٹ نے سرحد اسمبلی توڑنے کو جائز قرار دے دیا ہے اور اس کے خلاف دائر کردہ رٹ درخواستیں مسترد کر دی ہیں۔ پشاور ہائیکورٹ نے اپنے متفقہ فیصلے میں لکھا ہے کہ وزیر اعلیٰ کے خلاف بدنیتی کا الزام بھی ثابت نہیں ہو سکا۔ گورنر کے متعلق بھی کسی قانونی یا حقیقی بدنیتی کا کوئی الزام نہیں پایا گیا۔ دلائل سننے اور مواد کی چھان بین کرنے کے بعد عدالت اس نتیجے پر پہنچی ہے کہ درخواست گذار وزیر اعلیٰ کے خلاف عدم اعتماد کا نوٹس دینے میں ناکام رہے۔ درخواست گذاروں نے کہا ہے کہ فیصلے کے خلاف ہفتہ کے روز سپریم کورٹ میں اپیل داخل کی جائے گی۔ درخواست گذار نوابزادہ محسن نے کہا کہ ہم فیصلے پر کوئی تبصرہ نہیں کریں گے اور نہ دوسروں کی طرح عدالت کی پگڑی اچھالیں گے۔

○ حکومت نے تجارتی پالیسی کا اعلان کر دیا ہے۔ متعدد مصنوعات کی درآمد سے کسٹمز ڈیوٹی ختم کر دی گئی ہے۔ اون، ریشم اور مصنوعی ریشے سے بنے دھاگوں کی درآمد پر ڈیوٹی، سیلز ٹیکس اور اقراء سرچارج ختم کر دیا گیا۔ وفاقی وزیر تجارت ملک نعیم خان نے ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر تجارتی پالیسی کا اعلان کرتے ہوئے امید ظاہر کی ہے کہ تازہ اقدامات کے بعد اب ہماری برآمدات ۸ بلین ڈالر ہو جائیں گی۔

○ پاکستان اور بھارت کے درمیان چلنے والی ٹرین سمجھوتہ ایکسپریس بھارتی پنجاب میں شدید سیلابوں سے ریلوے ٹریک کو نقصان پہنچنے کی وجہ سے عارضی طور پر بند کر دی گئی ہے۔

○ کور کمانڈر راولپنڈی کی صدارت میں ہونے والے ایک اجلاس میں لانگ مارچ کے دوران اسلام آباد کی حفاظت کے لئے اقدامات پر غور کیا گیا۔

○ وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف نے کہا ہے کہ جب تک صدر اسحاق برسر اقتدار ہیں منصفانہ انتخابات نہیں ہو سکتے انہوں نے سیلاب زدہ علاقوں کے دورے پر روانہ ہونے سے قبل کہا کہ موجودہ سیاسی دباؤ کے باوجود کسی بھی قیمت پر عام انتخابات نہیں کرائے جا سکتے۔

○ امریکی سفیر مسٹر جان مونجو نے بدھ کو پارلیمنٹ ہاؤس میں وزیر اعظم نواز شریف سے ان کے چیمبر میں طویل ملاقات کی یہ ملاقات قریباً ڈیڑھ گھنٹہ جاری رہی۔

○ وزیر اعظم نے بجوات اور شکر گڑھ میں سیلاب زدگان سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ عوام کی دعائیں ہمارے ساتھ ہیں اپوزیشن کا کوئی حربہ کارگر ثابت نہیں ہو سکتا۔ سازشیں کرنے والوں کو منہ کی کھانی پڑے گی انہوں نے کہا کہ ہم نے جو کچھ کیا ہے ملک کی بہتری کے لئے کیا ہے۔

○ پنجاب میں سیلاب کے باعث ۳۱ افراد جاں بحق ہو گئے۔ جبکہ ایک لاکھ سے زائد آبادی سیلاب سے متاثر ہوئی ہے۔ سینکڑوں ایکڑ اراضی پر کھڑی فصلیں تباہ ہو گئی ہیں۔ سیلاب سے سب سے زیادہ نارووال اور سیالکوٹ کے علاقے متاثر ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ ضلع لاہور میں راوی کے ارد گرد واقع چار سو دیہات میں پانی آیا ہے۔

○ لانگ مارچ کی تیاری کے ضمن میں سڑکوں سے ٹرانسپورٹ غائب ہو گئی ہے۔ پریشان حال مسافر سڑکوں پر حکومت کو کوس رہے ہیں۔ حکومتی ادارے لانگ مارچ کے لئے بسوں کو پکڑ رہے ہیں۔

○ لاہور ہائی کورٹ میں پنجاب اسمبلی توڑے جانے کے خلاف درخواستوں کی سماعت دوسرے روز بھی ممکن نہ ہو سکی۔ فاضل جج مسٹر جسٹس ارشاد حسن خان صحتیاب نہیں ہوئے۔

○ بسوں اور ویگنوں کے کرایوں میں دو پیسے فی کلو میٹر اضافہ کر دیا گیا ہے۔ چنانچہ ٹرانسپورٹروں نے ہڑتال کا فیصلہ واپس لے لیا ہے۔

○ کراچی میں دوسرے روز بھی آگ لگانے اور فائرنگ کے ۱۵ واقعات ہوئے۔ جن میں دفاتر اور گاڑیوں کو آگ لگائی گئی اور توڑ پھوڑ کی گئی۔ پولیس اور قانون نافذ کرنے والے اداروں نے رات بھر چھاپے مار کر مزید سو افراد کو حراست میں لے لیا قانون نافذ کرنے والے اداروں نے شاہ فیصل کالونی کا محاصرہ کر کے ڈھائی سو افراد کو گرفتار کر لیا۔

○ محترمہ بے نظیر بھٹو نے ہدایت کی ہے کہ لانگ مارچ میں ۲۵ لاکھ کا اجتماع ہونا چاہئے۔ انہوں نے بتایا کہ حکومت سندھ لانگ مارچ کے قافلے نہیں روکے گی۔ ۳۱۳ کفن پوش نوجوانوں کا قافلہ ہراول دستے کا کردار ادا کرے گا۔

○ حکومت پنجاب نے بلدیاتی اداروں کو لانگ مارچ کے سلسلہ میں فنڈ نہ دینے کا حکم دے دیا۔

○ متحدہ اپوزیشن نے وارننگ دی ہے کہ اگر وزیر اعظم نواز شریف نے خود قومی اسمبلی توڑنے کا مشورہ نہ دیا تو صورت حال ہاتھ سے نکل جائے گی۔ صوبہ سرحد کے وزیر اعلیٰ کی صدارت میں ہونے والے اجلاس میں لانگ مارچ میں بھرپور شرکت کا فیصلہ کیا گیا۔

گھر بیٹھے دنیا کی نشریات سے لطف اندوز ہوں
ہر قسم ڈش انٹینا
خریدنے کیلئے
قیمت ۱۳۵۰۰/- ڈش ۱۲ مع مکمل فٹنگ
نیو محمود ٹیلیویژن
۲۱۔ ہال روڈ۔ لاہور
فون: ۳۵۵۴۲۲ - ۲۲۶۵۰۸

بقیہ: صدا

جنازہ کے ہمراہ محترم مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر اصلاح وارشاد نے ۱۴ جولائی کی شب عشاء کے بعد بیت المبارک میں پڑھایا۔ تدفین کے لئے سبھی دونوں بہن بھائیوں کا جنازہ اکٹھا اٹھایا گیا اور رات ساڑھے بارہ بجے کے بعد قبرستان عام میں تدفین عمل میں آئی۔ قبر تیار ہونے پر محترم مولانا سلطان محمود انور صاحب نے ہی دعا کرائی۔ احباب کرام سے موصوفہ کی بلندیٔ درجات کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

ہر سائز، ہر قسم فریج، ڈیپ فریزر، ٹی وی، واشنگ مشین بازار سے بارعایت خریدنے کے لئے
عثمان الیکٹرونکس
۱۔ لنک میکلوڈ روڈ۔ لاہور پر تشریف لائیں۔
فون نیا: ۲۲۳۲۰۴، ۲۳۱۶۸۰، ۲۳۱۶۸۱
فون پرانا: ~~۲۲۲۰۴، ۲۳۱۶۸۰، ۲۳۱۶۸۱~~

بے بی ٹانک
بچوں کی کمزوری، سوکھا پن، دستوں، دانت نکالنے کی تکالیف اور چڑچڑاپن وغیرہ کیلئے بچوں کا ٹانک قیمت RS 12/- لٹریچر مفت۔
کیور ٹو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی رجسٹرڈ
فون: ۶۰۶ - ۷۷۱ ربوہ

ربوہ میں ہر ماہ کی ان تاریخوں میں
5 . 6 . 7
حکیم صاحب مطب فرماتے ہیں
نرینہ اولاد سے محروم بے اولاد دکھی عورتوں کیلئے
دکھی مخلوق کی خدمت میں مصروف
ھوالشافی
۱۹۱۱ء سے ایک ہی نام
پُرامید واحد علاجگاہ
دواخانہ حکیم نظام جان
اقصیٰ چوک ربوہ فون: 558
حکیم انوار احمد جان ابن حکیم نظام جان
ملتان میں ہر ماہ کی 25 تا 28 تاریخ کو
منڈی بہاؤالدین میں ہر ماہ کی 8 تاریخ کو
☎ 218527
پوسٹ بکس 222 چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ
کراچی میں ہر ماہ کی ان تاریخوں میں
12 تا 18
حکیم صاحب مطب فرماتے ہیں۔